REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۱۸

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۳۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۲۳ ذیقعدہ ۱۴۱۴ ہجری — ۵ ہجرت ۱۳۷۳ ہش — ۵ مئی ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم مئی - (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں اور دن رات مہماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُر نور کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

جن دلوں میں ہمدردی بنی نوع ہوتی ہے خدا تعالیٰ ہرگز انہیں ضائع نہیں کرتا

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

"اخلاقِ فاضلہ اسی کا نام ہے بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوعِ انسان سے نیکی کی جاوے۔ اسی کا نام انسانیت ہے۔ ادنیٰ صفت انسان کی یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ کرتے یا بدی سے درگذر کرنے کی بجائے بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کی جاوے۔ یہ صفت انبیاء کی ہے اور پھر انبیاء کی صحبت میں رہنے والے لوگوں کی ہے اور اس کا اکمل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرتا اُن دلوں کو کہ ان میں ہمدردی بنی نوع ہوتی ہے۔ ...... بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں بڑے خطرے میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستار ہے غفار ہے رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز روزہ وغیرہ احکامِ شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو مگر حق العباد کی پروا نہ کرنے کی وجہ سے اس کے اور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۹)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۹ اپریل ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

نظامِ شوریٰ اتنا قیمتی نظام ہے کہ اس کی خاطر ہر بڑی سے بڑی قربانی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی

خدا کے حضور عزت پانے کا رستہ یہی ہے کہ تم سب سے زیادہ متقی ہو جاؤ!

اگر آپ تقدیرِ خیر کے خواہاں ہیں تو عملِ خیر کی حفاظت کریں

از سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ)۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں پہلے مجلسِ شوریٰ کے متعلق حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک اقتباس جو آپ نے سورۃ الماعون کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے، کے حوالہ سے شوریٰ کی اہمیت و طریقِ کار پر روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ جو بہترین صحت مند ماحول جماعت احمدیہ کی مجلسِ شوریٰ میں دکھائی دیتا ہے، وہ دنیا میں کہیں دوسری جگہ دکھائی نہیں دیتا۔ حضور نے فرمایا کہ بعض دفعہ جب مجلسِ شوریٰ میں خلیفۂ وقت موجود نہ ہو تو کبھی کبھی تلخ باتیں بھی چل پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت غیر معمولی فضل فرمایا کہ میں نے ان سب سے کہا کہ مجلسِ شوریٰ کی ریکارڈنگ کیا کریں۔ بس اس بات کا پہنچنا تھا کہ کم و بیش ویسا ہی احساس ہو گیا جیسا کہ گویا وہاں موجود ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ موجودگی کا احساس بہت ضروری چیز ہے۔ جماعت نے خلافت سے تعلق میں جو یہ احساس سیکھا ہے اس کا اگلا قدم وہ ہے کہ اللہ کی حضوری میں رہیں۔ جن کو اس دنیا میں حضوری کا تجربہ نہ ہو، اس کی مشق نہ ہو ان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری کا حقیقتاً میں تصور بھی نہیں ہوتا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عظیم الشان نظامِ شوریٰ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دوبارہ عطا فرمایا ہے۔ یہ اتنا قیمتی نظام ہے کہ اس کی خاطر ہر بڑی سے بڑی قربانی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے آیتِ کریمہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

کی ایمان افروز تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ میں بتایا گیا ہے کہ خدا کے سامنے نہ تمہاری دولتیں کام آئیں گی نہ تمہارے جتھے کام آئیں گے نہ تمہاری سیاسی و دوسری طاقتیں کام آئیں گی۔ پس خدا کے حضور عزت پانے کا رستہ یہی ہے کہ تم سب سے زیادہ متقی ہو جاؤ۔ اور یہی وہ مضمون ہے جو خدا کی طرف آپ کے سفر میں ہر منزل آپ کا ساتھ دیتا ہے۔ پس تقویٰ سیکھنا ہے کیونکہ تقویٰ کے بغیر ہم اللہ کی نظر میں کوئی عزت نہیں پا سکتے۔ اور یہ دنیا کی عزتیں تو یہیں مٹ جائیں گی۔ اور یہاں بھی اس دنیا میں ان کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ لیکن اگر تم تقویٰ پر قائم رہو گے تو پھر تمہاری عزتیں اللہ سے وابستہ ہو جائیں گی۔

عِنْدَ اللّٰهِ کا ایک مطلب ہے کہ خدا کے نزدیک تم معزز ہو۔ یعنی خدا کے حضور تم نے عزت کی سند حاصل کر لی ہے۔ تم حق رکھتے ہو کہ تمہاری عزت کی جائے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵ ہجرت ۱۳۷۳ ہش

احمدیوں کا محبوب مشغلہ !

یہ چند سطور حصولِ ثواب کی خاطر اس یاد دہانی کے لئے لکھی جا رہی ہیں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے موجودہ مالی سال کے اختتام میں اب صرف دو ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لحاظ سے مخلصینِ جماعت اپنے وعدہ جات اور ذمہ بقایا جات کا تفصیلی جائزہ لے لیں۔ تا سال کے اختتام پر ہر احمدی اپنے اس سال کے عہدِ قربانی سے بفضلہٖ تعالیٰ سبکدوش و سرخرو ہو جائے۔ جبکہ یہ بات یقینی ہے کہ احباب، جماعت ہر سال ہی اپنے مقررہ وعدہ جات کی ادائیگی اس رنگ میں کرتے ہیں کہ سال کے آخر میں بہرحال توقع سے بڑھ کر ادائیگی ہو جاتی ہے۔ اور اس بات کا علم ہر سال ہی اہلِ دنیا کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس بصیرت افروز خطبہ جمعہ سے ہوتا ہے جس میں حضور انور سال کے آخر میں مختلف مالی تحریکات کے شیریں ثمرات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ شروع زمانہ سے ہی انفاق فی سبیل اللہ الٰہی جماعتوں کا طرۂ امتیاز اور معیارِ صداقت رہا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں روحانی جماعتوں کے افراد ایک طرف خود بھی روحانی فوائد حاصل کرتے ہیں تو دوسری طرف اہلِ دنیا کے لئے بھی امن کے ضامن بن جاتے ہیں۔ ان کے اندر بخل ختم ہو کر مالی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی محنت کی محبوب کمائی سے خدا کی راہ میں ہر الٰہی آواز پر بے دریغ خرچ کرنے کے عادی بن جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے محبوب اموال کو اپنے سے جدا کرنے کے عادی بن جائیں بھلا ان سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ ناجائز طور پر اموال کمائیں گے۔ رشوتیں لیں گے۔ ملاوٹ کریں گے اور دیگر ناجائز اور ہیچ ذرائع سے اموال کمائیں گے !؟ پس یہ ایک ناقابلِ فراموش حقیقت ہے کہ راہِ مولیٰ میں مالی قربانیاں کرنے والے مخلصین جہاں اپنے لئے خوشنودیٔ مولیٰ کی راہ کو ہموار کرتے ہیں وہیں دنیا کی معاشیات و اقتصادیات کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ان کی ضمانت بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ وہ دین و دنیا کی حقیقی نیکی کو اپنے محبوب اموال کی قربانی کے نتیجہ میں حاصل کر لیتے ہیں۔ یہی راز ہے جو اللہ نے فرمایا :-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: ۹۳)

کہ جب تک تم راہِ مولیٰ میں اپنے محبوب اموال خرچ نہ کرو تم حقیقی نیکی کو حاصل نہیں کر سکو گے۔

دوسری طرف بعض لوگ جو دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کے باعث ایسی قربانیوں کے عادی نہیں اور اگر کبھی کبھار کرتے ہیں تو خلافت کی برکات سے محرومیت کی بناء پر احمدیوں کے مقابلہ میں اپنی قربانیوں کے شیریں و مثمر نتائج کو ظاہر ہوتا نہیں دیکھتے تو حسد اور جلن کی وجہ سے یہ سفید جھوٹ بولنا شروع کر دیتے ہیں کہ گویا جماعتِ احمدیہ کو ملنے والی یہ برکات کسی بیرونی ملک کی آمد کے نتیجہ میں ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اسرائیل مدد کرتا ہے۔ کبھی بلاثبوت امریکہ یا برطانیہ کا نام لے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہر ذی عقل اور ذی ہوش انصاف پسند کے سامنے جماعت احمدیہ کے ہر فرد کی مالی قربانیاں ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔ ایک احمدی اپنی آمد کا دسواں حصہ چندہ وصیت میں، آمد کا سولہواں حصہ چندہ عام میں، سال بھر کی آمد کا ۱/۱۲ واں حصہ چندہ جلسہ سالانہ میں باقاعدگی سے دیتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ چندہ تحریک جدید۔ چندہ وقفِ جدید میں دل کھول کر حصہ لیتا ہے۔ پھر ذیلی تنظیموں کے چندوں میں بھی حصہ ڈالتا ہے۔ علاوہ ان کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے اگر کسی دن کسی مزید طوعی چندے کی تحریک کی خبر سنے تو اس دن کا سورج غروب ہونے سے قبل اس روحانی آواز پر عمل کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتا ہے۔ یہ باتیں صرف ایک افسانہ نہیں۔ ہر جماعت میں ایسے چندوں کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے جو جماعت کے سیکرٹری مال کے پاس محفوظ ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ امامِ وقت کی اطاعت میں دی جانے والی یہ مالی قربانیاں جو آج ہر احمدی کا ایک محبوب مشغلہ بن چکی ہیں اگرچہ دنیوی اعتبار سے ان قربانیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ صرف اور صرف ایک غریب جماعت کی غریبانہ قربانیاں ہیں جو اللہ کے نزدیک مقبول و مکرم ہیں۔ اور دشمنان و حاسدین کو مرعوب کرنے کا ایک ذریعہ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیوی اعتبار سے ان معمولی قربانیوں میں اتنی عظیم برکت کیسے پڑتی ہے۔ تو اس کے لئے بھی ہمیں قرآنِ مجید کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں آخرت میں مومنین کی قربانیوں کو کئی گنا پھل لگائے گا وہاں اس دنیا میں بھی ان کی شوکت و برکت کا بڑھ چڑھ کر ظہور ہوگا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مومنین کی کاوشوں کو لگنے والے پھل آخرت میں انہیں ملنے والے بیش بہا انعامات کی ایک ہلکی تصویر کے طور پر ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوششیں اس دنیا میں خشک اور کانٹے دار جھاڑیوں سے بڑھ کر نتیجہ خیز ثابت نہ ہوں آخرت میں ان کی کوششوں کو لامتناہی ثمراتِ الٰہی لگنے کی بھلا کیا امید ؟ اللہ فرماتا ہے :-

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ (بقرہ : ۲۴۶)

کہ جو شخص اللہ کو اپنے مال کا اچھا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہے یعنی الٰہی کاموں میں صرف کرتا ہے اللہ اس کے مال کا کئی گنا بڑھا کر نتیجہ ظاہر کرتا ہے۔ اللہ بندے کا مال لیتا ہے اور پھر اس کو بڑھاتا ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور وہاں ان نتائج کا ظہور کئی گنا بڑھ چڑھ کر ظاہر ہوگا۔

پس مومنین کی یہ شان ہے کہ اس دنیا سے ہی اُن کی قربانیوں کے ثمرات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ جسے دیکھ کر مومن خوش اور ان کے مخالف حسد و جلن کی آگ میں جلتے ہیں۔ صاحبِ بصیرت لوگوں کے لئے الٰہی جماعتوں کی صداقت کو پرکھنے کے لئے یہ ایک دلیل بھی کافی ہے۔ یہی حال آج کے اس دور میں جماعتِ احمدیہ کا ہے کہ قربانیاں ان کا محبوب مشغلہ بن چکی ہیں۔ اور قربانیوں کے نتائج سے خوش ہونا ان کی روزمرہ کی عادت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اور دوسری طرف نادان مخالف جس کی قربانیاں اکارت جاتی ہیں، مومنین کی خوشیوں کو برداشت نہیں کر پا رہا۔ اور خوشیوں پر بھی طرح طرح کی قدغنیں لگا رہا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے اور اخلاص و وفا سے بھرپور قربانیوں کو اپنی رضا کے پھلوں سے لاد دے۔

آخر پر انفاق فی سبیل اللہ کے تعلق سے سیدنا حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کی ایک ایمان افروز نصیحت ملاحظہ فرمائیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

" اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اَور رنگ میں کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کوئی احسان کرتے ہو بلکہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کر لو تو وہ ایک اَور قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کر رہے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اُس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔"

(اشتہار تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴ - ۵۵)

(منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

جو شخص غریبوں کا ہوتا ہے اور یتیموں کا درد رکھتا ہے وہی اعلیٰ قدروں کیلئے قربانی کا مادہ رکھتا ہے

اگر الٰہی جماعتوں کے اتفاق اٹھ جائے تو ان کی تمام برکتیں جاتی رہتی ہیں اور ان کے اندر تاثیر کی طاقتیں باقی نہیں رہتیں

> وہ دن آگئے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تیزی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پھیلے۔ تیز ہوائیں آپ کی تائید میں چل رہی ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ آپس میں الجھ کر ان برکتوں سے فیض نہ پایا اور اپنی عمریں گنوا بیٹھے تو بہت بڑا گناہ ہے اور ایسی نحوست ہے کہ جن کے حصہ میں آئے وہ نہ پیدا ہوتے تو اچھا تھا

از سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۸ اپریل ۱۹۹۴ء بمطابق ۸ شہادت ۱۳۷۳ ہش بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ
كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ
مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ
وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ
نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ
وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ
الْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا
بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ
يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(سورۃ النور آیات ۳۶:۳۹)

قرآن کریم کی ان آیات میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نور ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یعنی وہ آسمانی روشنی جس نے آپ کو نور بنایا وہ کیا تھی اور کیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مجسم نور ہو گئے۔ پھر یہ نور دوسرے گھروں میں بھی پھیلا اس نور سے اور شمعیں بھی روشن ہوئیں اور رفتہ رفتہ یہ پھیلتا گیا اور

ذکرِ الٰہی

بلند تر ہوتا چلا گیا۔ یہ خلاصہ ہے ان آیات کے ترجمے کا۔ یہ میں نے اس لئے اختیار کی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ جماعت سے جو توقعات وابستہ کی ہیں اور جلسے کے جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے ہیں اور ایک خاص عظیم روحانی عبارت میں آپ نے جماعت سے جن عظیم اور بلند توقعات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس عبارت کا مضمون ان آیات ہی سے مستعار معلوم ہوتا ہے اور جو مقاصد اسلام کے ان آیات میں بیان ہوئے ہیں وہی مقاصد ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے بیان فرمائے ہیں اور بالآخر آخری تمنا کا جو اظہار فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ یہ جماعت اور اس کے ماننے والے سب نور ہو جائیں۔ ایسا نور جو بلند جگہوں پر رکھا جائے ایسا نور جو دور دور تک دکھائی دے اور لوگ اس سے روشنی پائیں۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان سے متعلق پہلے میں تفصیلی گفتگو کر چکا ہوں لیکن کوئی بھی قرآن کریم کی آیت ایسی نہیں جس پر کوئی بات مکمل ہو سکی ہو یا ہو سکتی ہو کیونکہ جب انسان آیات قرآنیہ پر غور کرتا ہے کوئی نہ کوئی نیا مضمون اس میں سے ابھر آتا ہے کوئی ایک پہلو سامنے آجاتا ہے جو پہلے سامنے نہیں تھا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نور بننے کے ساتھ یہ

ایک حقیقت

بیان فرمائی ہے جو بہت ہی اہمیت رکھتی ہے کہ محمد پر آسمان سے نور نازل نہ ہوتا اگر وہ خود نور نہ ہوتا۔ پس وہ جو آسمانی نور کے متلاشی ہیں انہیں لازم ہے کہ اپنے اندر ایک نور پیدا کریں۔ اور یہی وہ مضمون ہے جس کا تعلق اس آیت کریمہ سے ہے کہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ جن کا دل پاک اور صاف نہ ہو جن کا دل خود ضمیر سے روشن نہ ہو ان پر آسمان سے کبھی کوئی نور نہیں اترا کرتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق یہ بات بیان فرما کر درحقیقت آپ کی فضیلت کی ایک اور وجہ ہمارے سامنے پیش فرما دی۔ تمام انبیاء پر آپ کو کیوں فضیلت ہوئی ہے۔ ہر نور ویسا ہی اترتا ہے جیسا اس کے دل میں ہو اور جتنا بڑا نور انسان کے ضمیر سے اٹھتا ہے اتنا ہی عظیم الشان شعلہ نور آسمان سے اترتا ہے پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نور تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا تبھی اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے روشن تر نور آپ پر اتارا اور اس سے خدا تعالیٰ کی عطا کے اندر جو ایک اندرونی عدل پایا جاتا ہے اس پر روشنی پڑتی ہے۔ ملتا تو عطا سے ہے مگر عطا بھی عدل کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے اور جیسا کسی کا استحقاق ہو ویسا ہی اس کو عطا کیا جاتا ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خالصتہً اللہ کی عطا ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ اس عطا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ خود ایک نور تھا اور اس نور سے ملتا جلتا اس کے مطابق اس کے شایان شان اس کی شان بڑھانے والا ایک اور نور آسمان سے اترا تو وہ وجود

نورٌ علیٰ نور

بن گیا۔

پھر فرماتا ہے جیسے لوگ روشنی کی تلاش میں جن کے ہاں اندھیرا ہو بعض دفعہ دور دور ڈھونڈنے کے لئے چلے جاتے ہیں کہ کہیں کوئی بتی جل رہی ہو تو اس سے اپنا دیا روشن کر لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایسا ہی کیا تھا آگ کے بغیر بیٹھے ہوئے تھے پہاڑی پہ ایک روشنی دیکھی اپنی زوجہ مبارکہ سے کہا کہ میں چلتا ہوں شاید وہاں سے کوئی آگ کا شعلہ مل جائے تو ہم اپنا گھر بھی روشن کر لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا نور آپ کو عطا ہوا جس کے لئے بلایا گیا تھا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل بھی ایک طور کے طور پر پیش ہو رہا ہے۔ فرماتا ہے وہاں تو ایک موسیٰ نے ہدایت پائی تھی اور پھر آگے جاری کی تھی۔ محمد مصطفیٰ کا دل ہی وہ طور ہے جس پر روشنی دیکھ کر نور تلاش کرنے والے اس کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں اور ان میں سے پھر اللہ انتخاب فرماتا ہے ہر ایک کو یہ توفیق نہیں دیتا

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

پھر جس کو چاہتا ہے اس کو اس نور تک پہنچنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اس میں بھی اس کی صلاحیتیں دیکھتا ہے۔ پھر وہی آیت سامنے آجاتی ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتوں کو پہچاننے کے لئے کچھ اندرونی رفعتیں بھی چاہئیں آپ کے نور سے نور حاصل کرنے کے لئے کچھ اندرونی صلاحیتیں درکار ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر شخص کو محمد رسول اللہ تک راہنمائی نہیں فرماتا بلکہ اس کے دل کا نور ہے جو فیصلہ کن بنتا ہے۔ اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے - - - -

[اس موقع پر حضور کی خدمت میں اطلاع دی گئی کہ کسی تار میں خرابی کی وجہ سے پہلے پانچ چھ منٹ میں خطبہ کی آواز ٹیلی کاسٹ نہیں ہو سکی۔ حضور نے فرمایا کہ اب سارا خطبہ تو شروع سے دہرانا تو مناسب نہیں ہے خطبہ کا پہلا حصہ آئندہ کسی وقت ٹیلی کاسٹ کر دیا جائے گا۔ حضور نے خطبہ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔]

- - - - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نور ہے یہ ایک طور کے نور کی مثال بن گیا اور وہاں سے پھر صحابہ نے جن کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی اس نور سے اپنے دلوں کے نور روشن کئے اور وہ نور جو محمد مصطفیٰ کے دل پر اترا تھا اور نور علیٰ نور کا منظر دکھا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر اچانک

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۝

یہ نور ان سب کے گھروں میں چمکنے لگا جن کے متعلق اللہ نے فیصلہ فرما رکھا تھا کہ ان کو بلند کرے گا یا اس کا مطلب یہ بنے گا

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ

بعضوں نے اس کی ضمیر پچھلی آیات کی طرف پھیری ہے مگر میرے نزدیک یہاں بیوت ہی دراصل ضمیر کا مرجع ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان گھروں کی طرف وہ نور چلا گیا۔ ان گھروں میں بسنے لگا۔ ان گھروں کو روشن کر دیا جن کے متعلق اللہ نے فیصلہ فرما لیا تھا "ان ترفع" کہ ان کے درجات بلند کئے جائیں گے۔ ان گھروں کو بلند کیا جائے گا اور کیسے بلند کیا جائے گا "یذکر فیھا اسمہ" اس کا نام بلند کر کے۔ تو نور کی حقیقت بھی ہم پر کھول دی

نور کی حقیقت ذکر الٰہی ہی ہے

جن گھروں میں ذکر الٰہی کی آوازیں بلند ہوتی ہوں وہاں خدا کا نور اترتا ہے اور ان گھروں کو بلند کر دیتا ہے ان کو رفعتیں عطا کر دیتا ہے

یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

اس میں وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں صبحوں کے وقت بھی اور شاموں کے وقت بھی وہ گھر ذکر الٰہی سے بھرے رہتے ہیں۔

اس مختصر تشریح کے بعد اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت کی طرف آتا ہوں جو آج (۱۸ مارچ ۱۹۹۴ء مرتب) کے "انٹرنیشنل الفضل" کے پہلے صفحہ پر طبع ہوئی ہے چونکہ یہ مشکل عبارت ہے اسے ٹھہر ٹھہر کر سمجھنا پڑے گا۔ عام اردو دان بھی اس عبارت کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے اور سرسری نظر سے تو کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئے گی کہ یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ تفصیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اس کا مضمون آپ پہ واضح کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین" ۔ اب یہ فقرہ کبھی کسی کو سمجھ نہیں آئے گا اور بعض بچے جو یہاں کے بچے ہیں اور امریکہ سے ایک بچہ سامنے آکر بیٹھا ہوا ہے اس کے چہرے پہ فوراً مسکراہٹ آئی ہے کہ مجھے تو کچھ نہیں پتہ چلا کیا کہا جا رہا ہے بہتوں کو نہیں پتہ چلے گا کیونکہ اور بھی جو تمام زبان کی باتیں ہیں وہ بھی گہرائی میں ہیں اس لئے سطح سے وہ دکھائی نہیں دیں گی۔ فرماتے ہیں یہ بیعت کا سلسلہ جو ایک ایسی متقیوں کی جماعت اکٹھا کرنے کے لئے جاری فرمایا گیا ہے جو ہمارا اصل مقصد ہے (یہ مراد ہے اس بات کی جو میں نے فقرہ پڑھا تھا)۔
"یعنی

"تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت

کے جمع کرنے کے لئے ہے"۔ ترجمہ بھی ساتھ ہی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا۔ وہ لوگ جو متقی ہیں ان کو اکٹھا کرنے کے لئے یہ سلسلہ چلایا گیا ہے۔ "تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے تاکہ متقیوں کا ایک بڑا گروہ تمام دنیا پر اپنے نیک اثرات قائم کرے اور ان کی حالتیں بدلے "اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت اور نتائج خیر کا موجب ہو"۔ یہاں اتفاق کا لفظ ایسا ہے جس پر مزید غور کی ضرورت ہے۔ "اتفاق" کا لفظ تو اکثر کو سمجھ آگیا ہوگا مگر اس کی اہمیت کتنی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر الٰہی جماعتوں سے اتفاق اٹھ جائے تو ان کی برکتیں جاتی رہتی ہیں وہ جو ہوا بندھی ہوئی ہے وہ جاتی رہتی ہے دشمن پہ ان کا رعب باقی نہیں رہتا اور ان کے اندر تاثیر کی طاقتیں باقی نہیں رہتیں۔ پس اگر مقصد یہ ہے کہ دنیا پر ان کی نیک صلاحیتیں اثر انداز ہو جائیں تو لازم ہے کہ جماعت ایک ہاتھ پہ ایک مٹھی پر اکٹھی رہے۔ جہاں جہاں بھی جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے وہاں سے تمام برکتیں اٹھ جاتی ہیں اور کئی مثالیں میں نے پہلے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ بعض خطبات اس موضوع پر دئے۔ مگر بہت سے بد نصیب ہیں جو نہیں سمجھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی

جماعت احمدیہ کی تمام برکات

کو اتفاق سے وابستہ فرمایا ہے اور یہ ایک ایسے عارف باللہ کا کلام ہے جسے خدا نے خود ہدایت دی ہے جسے مہدی کہا جاتا ہے جس کی ہدایت کی راہ آسان کرنے کے لئے آسمان سے دو گواہ ظاہر ہوئے جو پہلے کبھی کسی سچے کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدایت یافتہ ہیں اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہیں۔ آپ کے کلام کو غور سے پڑھنا، غور سے سننا اور غور سے سمجھنا چاہئے۔

ابھی بھی ایسی جماعتوں کے متعلق شکایتیں ملتی رہتی ہیں اور عجیب بات ہے کہ دونوں طرف کے لوگ نہایت متقی ہیں کے مجھے خط لکھتے ہیں۔ ابھی جرمنی کی بعض جماعتوں کے متعلق امیر صاحب

بے چاروں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح اصلاح ہو جائے لیکن وہ باز ہی نہیں آتے کچھ سفلہ مزاج لوگ ایسے ہیں جو بیچ میں بیٹھے ہوئے جو ابھارتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف الزامات۔ اور ہر ایک جو خط لکھتا ہے ایسا متقی بن کے لکھتا ہے کہ انسان کہتا ہے یہ تو بڑا امام بننے والا ہے۔ کہتا ہے دیکھو میرا دل کتنا صاف ہے۔ ایسے خبیث لوگ ہیں سامنے ایسے گندے لوگ ہیں کہ وہ باز ہی نہیں آرہے مجبور ہے لڑنے سے اور بڑا بیماری میں دوسرا لکھتا ہے کہتا ہے دیکھیں ہم نے ہر بات تسلیم کر لی۔ امیر صاحب کی ہر اگلی بات کا اثبات ہیں جواب دیتے پھر یہ بدبخت جو ہیں یہ ٹھیک ہونے والے نہیں۔ جب تک ان کو اُٹھا کر باہر نہ نکال دیا جائے اس وقت تک ہماری اصلاح ہو ہی نہیں سکتی۔ دونوں کے دلوں میں بدبختی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس طرح صرف ایک ہی کا قصور ہو اور اتنا لمبا عرصہ فسادچل جائے۔

جو متقی لوگ ہیں وہ فسادوں پر غالب آیا کرتے ہیں ان کا تقویٰ ان کا انکسار بدیوں کو زائل کر دیتا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا

اتفاق کا نسخہ

پیش فرمایا ہے اگر اس نسخے کو سامنے رکھیں تو ایک لمحہ بھی یہ لڑائی جاری نہیں رہ سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو"۔ اگر تم میرے ہو کر مجھ سے وابستہ ہو تو ایک کام کرو۔ بے شک اپنے آپ کو سچے سمجھو لیکن تذلل جھوٹوں والا ہو۔ ایسے آدمی کی طرح زمین پر گر جاؤ اور انکساری دکھاؤ جیسے جھوٹے پر جب جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے تو وہ جھکتا ہے اور معافیاں مانگتا ہے اور اپنے آپ کو کوستا ہے کہ مجھ سے کیا غلطی سرزد ہو گئی۔ یہ نہیں فرمایا کہ اپنے آپ کو جھوٹا کہو کیونکہ سچے ہو کر اپنے آپ کو جھوٹا تو کہا نہیں جا سکتا۔ اس لئے سمجھتے رہو سچا۔ میں اس سے تمہیں نہیں روکتا کوئی تو بیچ میں سے سچا ہو سکتا ہے۔ کیسی پاکیزہ نصیحت ہے اس فقرے پر اس کی بناوٹ پر غور کر کے دیکھیں اپنے اندر کتنا عظیم عرفان رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو"۔ جھوٹا نہ بنو لیکن تذلل وہی ہو۔ گر جاؤ انکساری دکھاؤ۔ کہو ہمارا ہی قصور ہے۔ ہمیں معاف کر دیں۔ یہ نسخہ استعمال نہیں کرتے اور جھوٹے بھی سچے بن رہے ہوں تو پھر کیسے اصلاح ہو سکتی ہے۔ جب جھوٹے سچے بنتے ہوں کہ ہم اس کو نیچا دکھائیں گے تو دل ٹھنڈا ہو گا ان کی آگ نہیں بجھتی وہ آگ دوسرے سینوں کو بھی جلاتی ہے اور آگ اور نور میں ایک فرق ہے۔ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان پر غور کریں تو وہ نور ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ آگ کی طرف نہیں بلایا جا رہا۔ حضرت موسیٰ آگ سمجھ کر گئے تھے تو ملا نور ہی تھا اور نور ہی ہے جو زندگی بخشا کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک نور تھے اور یہ نور گھروں میں پھیلا ہے اگر تمہارے سینے جل رہے ہوں ان میں بغض ہو ان میں حسد ہو ان میں تکبر ہو ان میں سفلہ پن ہو تو پھر دوسرے دلوں میں آگ لگاؤ گے نور نہیں پھیلا سکتے۔ پس اتفاق کی برکت جو مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔ ناممکن ہے کہ ہم بغیر اتفاق کے زندہ رہ سکیں اور ایسے اتفاق کے بغیر جس کی طرف مسیح موعود بلاتے ہیں ہمارا نور دنیا میں پھیل نہیں سکتا۔ ہماری طاقتیں آپس میں الجھ کے ہی ختم ہو جائیں گی

پس آج جب کہ میں آپ کو بار بار دعوت الی اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور بتلا رہا ہوں کہ وہ دن آ گئے ہیں جبکہ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ تیزی سے مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پھیلے۔ رفتار جو ہے تیز کی جا چکی ہے۔ تیز ہوائیں چل رہی ہیں جو آپ کی تائید میں چل رہی ہیں اس کے باوجود اگر آپس میں الجھ کر آپ نے ان برکتوں سے فیض

نہ پایا اور اپنی عمر گنوا بیٹھے تو بہت بڑا گناہ ہے اور ایسی نحوست ہے کہ جن کے مقدر میں آئے وہ نہ پیدا ہوتے تو اس سے بہتر تھا۔ اور بہت بہتر تھا۔

اب سنئے مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ہماری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو"۔ یہ کیوں نہیں کہہ دیا وہ خیر کا موجب ہوں ایک عام آدمی کی تحریر ہو تو اس کا دماغ یہاں اتفاق کی طرف جا ہی نہیں سکتا اس کو جب کہہ دیا کہ تمہاری جمعیت اثر ڈالے تو بیچ میں اتفاق کا خیال کیسے آ گیا! یہ عارف باللہ کا کلام ہے وہ جس سے خدا ہم کلام ہوتا تھا جس کو نور عطا کرتا تھا آپ کے کلام کو زندہ فرماتا تھا پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ "اثر ڈالے اور اُن کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ"۔ اب دیکھیں توحید سے اتفاق کو کس طرح جوڑا ہے۔ وہ کہتے ہیں اپنے واحدہ کلمہ میں جو سب میں مشترک ہے اور جو کلمہ توحید کی طرف بلا رہا ہے۔ اس سے برکت پائیں اس "پر متفق ہونے کے بعد"۔

"اسلام کی پاک اور مقدس خدمت

میں جلد کام آ سکیں"۔ تو توحید کا اتفاق سے (جو ہمیں جماعتوں کے اندر ملنا چاہئے جو بعض جگہ دکھائی نہیں دیتا) ایک گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے اگر آپ موحد ہیں تو آپ میں لازماً وہ صفات پیدا ہوں گی جس کے نتیجے میں بکھری ہوئی جمعیتیں بھی دوبارہ جمعیت اختیار کر جائیں لیکن وہ لوگ جن کی نحوست سے جمعیتیں بکھرنے لگتی ہیں وہ مشرک ہیں ان کا توحید سے کوئی تعلق نہیں اور جب میں مشرک کہتا ہوں تو پورے یقین کے ساتھ اس مضمون کو سمجھ کر کہہ رہا ہوں انہوں نے اپنے نفسوں میں بت بنا رکھے ہیں ان کی انانیت ہے جس کی وہ پوجا کرتے ہیں دن رات انا کے سوا ان کو کسی کی عبادت کی ہوش ہی نہیں ہوتی اپنی اور اپنی اولاد کی انا ایسی غالب آجاتی ہے کہ جب اختلاف ہوں تو اپنے بھائی پر شدید ظلم کرنے پر تل پڑتے ہیں اور اپنا بیٹا اگر کوئی طاقتور ہے تو اس کو بھیجیں گے کہ اس کو مار مار کے اڑا دو وہ ہوتا کون ہے جو ہمارے سامنے سر اُٹھائے اور سمجھتے ہیں کہ اب دیکھو کہ ہم بڑے ثابت ہوئے کہ نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس کلمہ واحدہ کی طرف بلایا ہے یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے یہ بعینہٖ حقیقت ہے کہ توحید سے رشتہ جوڑو گے تو اتفاق ہو گا توحید سے رشتہ کاٹو گے تو مشرک بن جاؤ گے اور مشرکوں کی طرح پھر خدا تم سے سلوک کرے گا۔ تتر بتر ہو جاؤ گے کوئی تمہاری طاقت باقی نہیں رہے گی کوئی نور تمہارے اندر نہیں ہو گا۔ ہاں مشرک جس طرح آگ کی پوجا کرتے ہیں تم آگ کے پجاری بن جاؤ گے۔ اپنے

نفس کے غضب کی آگ

کو پوجا کرو گے اور لوگوں پر بھی یہی آگ کا عذاب بھڑکاؤ گے۔ پھر فرماتے ہیں۔

"اسلام کی مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں"۔ ایسے نالائق نہ ہوں جن میں سستی پائی جاتی ہو جو بخل سے کام لینے والے ہوں اور بے مصرف ہوں کوئی فائدہ ان کا نہ ہو۔

"اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے"۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو اگر تفرقہ نہ ہوتا تو آج ناممکن تھا کہ اسلام کے سوا کوئی اور مذہب دنیا میں دکھائی دیتا۔ تمام ترقی کی رو اگر رکی ہے تو ہر قدم پر تفرقے کی وجہ

سے نرکی ہے اگر جمعیتوں میں انتشار پیدا ہوا ہے تو ہر قدم پر اس شرک کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے جو شرک سے پیدا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں ان کی طرف نہ جاؤ۔ " جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے"۔ اب جو لڑنے والے لوگ ہیں وہ فاسق ہوتے ہیں یہ بھی بتا دیا۔ وہ لوگ جن کے دل پھٹے ہوئے ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے جدا ہونے والی باتیں کرتے ہیں ان کی زندگی پر غور کر کے دیکھ لو بدعمل فاسق لوگ ہیں اگر ان کا فسق دکھائی نہ بھی دیتا ہو تو ہیں وہ فاسق ہی کیونکہ جو اندرونی طور پر اپنی عبادت ہی کرتا ہے اس سے بڑا فاسق اور کون ہو سکتا ہے۔ شرک اور فسق دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ فرماتے ہیں اسلام کے چہرے پر داغ لگاتے ہیں۔ اب جہاں جہاں یہ واقعات ہوتے ہیں وہاں بعض دفعہ غیر احمدی مجھے خط لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی یہ آپ کی جماعت ہے؟ کہتے ہیں ہم جماعت میں تو نہیں مگر جماعت سے ایک تعلق رکھتے تھے ایک محبت اور احترام کا رشتہ تھا مگر ان لوگوں کو دیکھیں ان کے چہرے دیکھیں ان کے کردار دیکھیں تو گھن آتی ہے اور یقین نہیں آتا کہ جماعتِ احمدیہ کے ساتھ منسلک ہو کے ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ بعض لوگ طعنہ دے کر پھر دور بھی ہٹ جاتے ہیں مگر بہت سے شرفاء ہیں جو بات سمجھتے ہیں کہ یہی ایک دو گندے لوگ ہیں مگر ویسے جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سرسبز درخت ہے لیکن یہ داغ لگانے والے ضرور ہوتے ہیں اس ماحول میں وہ لوگ جن کو جماعت احمدیہ سے واقفیت نہیں ہے ان پر اس کا کیا اثر پڑتا ہوگا؟ ان لوگوں کا اثر نہ پڑنا ایک خیر اور برکت ہے۔ الحمد للہ کہ ان کا اثر نہیں پڑتا ورنہ اگر یہ احمدی بنائیں گے تو کیسے منحوس چہروں والے احمدی بنائیں گے۔ ایسے ذلیل اور رسوا احمدیوں کی جماعت کو کوئی ضرورت نہیں ہے پس شکر ہے کہ ان میں تبلیغ کی برکت بھی نہیں ہے۔ پھیلنے کی برکت سے محروم ہیں کیونکہ اگر بنائیں گے تو اپنے جیسے بنائیں گے پس ایک بدکار آدمی کا اولاد سے محروم رہنا ہی بہتر ہے حضرت نوح نے جو اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی [illegible] اس میں ایک یہ بات بڑی حکمت کی بیان کی۔ انہوں نے کہا اے خدا ان سب کو اٹھا لے کیونکہ اب یہ فاسق اور فاجر جنیں گے۔ میں دیکھ چکا ہوں ان میں نیک لوگ جننے کی صلاحیت ہی باقی نہیں۔ پس اس قوم کے زندہ رہنے کا کیا فائدہ جو آئندہ فاسق اور فاجر نسلیں پیچھے چھوڑ کر جانے والی ہو۔ تو کتنی پُرحکمت دعا ہے۔ پس یہ بھی شکر ہے کہ

جن جماعتوں میں اتفاق نہیں ہے وہاں سے تبلیغ کی برکت ویسے ہی اُٹھ جاتی ہے

ورنہ اپنے جیسے پیدا کریں۔

" اور نہ نماقل درویشوں اور گوشہ نشینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں" کہتے ہیں نہ تو مجھے اس قسم کے کاہل اور بداعمال اور فاسق فاجر چاہئیں جو افتراق پیدا کر دیتے ہیں اور ہر طرف بغض پھیلا دیتے ہیں اور ان کے اندر نشوونما کی طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں کہتے ہیں نہ مجھے ایسے نیک لوگ چاہئیں جو گوشوں میں منہ مار کے بیٹھ جائیں۔ اور دنیا کی بھلائی سے دنیا کی خیر و شر سے بالکل تعلق کاٹ لیں۔ ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اگر وہ نیک ہوں گے تو اپنے گھروں میں اپنے لئے ہوں گے اسلام کو کیا فائدہ ان سے پہنچ سکتا ہے؟ پس فرماتے ہیں مجھے ایسے بھی نہیں چاہئیں۔ مراد یہ ہیں مجھے مجاہد میدانِ عمل میں نکل کھڑے ہونے والے لوگ چاہئیں۔ فرماتے ہیں:

" اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں رکھتے بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں"

یعنی کیا چاہتے ہیں؟ فرماتے ہیں

" بلکہ وہ قوم کے ایسے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں"۔

یہاں غریبوں کے ساتھ کوئی مذہب بیان نہیں فرمایا ہر غریب کا ایک ہی مذہب ہے اور وہ غربت ہے فرمایا

" وہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں"۔

جو شخص غریبوں کا ہوتا ہے اور یتیموں کا درد رکھتا ہے وہی اعلیٰ قدروں کے لئے قربانی کا مادہ رکھتا ہے۔ یاد رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دو الگ الگ باتیں اتفاقاً بیان نہیں فرمائیں وہ دل جو غریبوں کی ہمدردی سے عاری ہے وہ دل جسے یتیم کا دکھ محسوس نہیں ہوتا وہ خدا کے کاموں پر فدا ہونے کی کوئی صلاحیت نہیں رکھتا فدائیت کے لئے درد مندی چاہئے پہلے کوئی دل گداختہ پیدا کرے پھر اسے توفیق ملتی ہے کہ وہ اعلیٰ قدروں کے لئے وہ قربانیاں پیش کرے تو فرمایا جو دنیا میں قربانیوں کا مادہ ہی نہیں رکھتا جسے پتہ ہی نہیں کہ دکھ ہوتے کیا ہیں اور ان میں شریک ہونے کے لئے اس میں بے قرار طلب نہیں پائی جاتی اس نے خدا کے کیا کام آنا ہے۔ بہت ہی عظیم تحریر ہے اس کا ایک ایک لفظ آسمان کے نور سے لکھا گیا ہے اور اسی لئے میں نے بتایا تھا کہ اس کا اس آیت نور سے گہرا تعلق ہے جس کی میں نے تلاوت کی تھی فرماتے ہیں۔

" غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبتِ الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے"۔

اب یہ عبارت بظاہر عام لفظوں کی ہے کوئی بہت مشکل لفظ نہیں ہیں لیکن سمجھائے بغیر سمجھ نہیں آئے گی فرماتے ہیں۔ " اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں" کہ ان کی برکتیں دنیا میں پھیلیں یہ تو صاف بات ہے ہر ایک کو سمجھ آتی ہے جس میں برکتیں ہیں وہ پھیلیں گی لیکن آخر پر ایک شرط لگائی گئی ہے جو بہت ہی قابلِ غور ہے " اور محبتِ الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر دل سے" نکلے لیکن الگ الگ نہ پھیلے " ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے"۔ یعنی جب خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں اتحاد پیدا کیا کرتا ہے اور

الٰہی جماعتیں

بنایا کرتا ہے تو انفرادی نیکیاں پھر کام نہیں آتیں اور بے معنی ہو جاتی ہیں اگر ہر چشمہ جو پہاڑوں سے پھوٹتا ہے وہ الگ الگ رستے بنا لے اور مل کر ایک دریا کی صورت اختیار نہ کرے تو اس کا فیض پھر دنیا میں پھیل ہی نہیں سکتا اس میں وہ عظمت پیدا نہیں ہو سکتی وہ بڑے بڑے عظیم کام جو دریا کر کے دکھاتے ہیں وہ ایسے چھوٹے چھوٹے چشمے کبھی بھی دکھا نہیں سکتے۔ یہ جو دریاؤں نے پہاڑوں کی چھاتیاں چیری ہیں اور عظیم وادیاں پیدا کی ہیں اور انسانی بقا کے بہت سے فائدے ان دریاؤں سے وابستہ ہیں اگر یہ اکٹھے نہ ہوتے تو فائدے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ پس مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ برکتیں تو پھیلیں گی۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ تم نیک ہو تمہاری برکتیں پھیل رہی ہیں بس کافی ہے۔ آج اسلام کو ایک اجتماع کی ضرورت ہے اور مثال کیسی پاک دی ہے دلوں سے محبت کے چشمے پھوٹیں گے تو بھی

وہ تو نہیں رُک سکتے لیکن اگر الگ الگ رہے تو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فرماتے ہیں: میں جو تصور لئے بیٹھا ہوں وہ یہ ہے کہ ــ "پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے"۔ پس یہ وہ دریا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہایا ہے اور یہ وہی دریا ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ فیوض کا اک قطرہ تھا جو دریا بنایا گیا ہے

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

پس قطروں سے بات نہیں بنے گی اگر وہ الگ الگ ہی برستے رہے ان قطروں کا دریا بننا ضروری ہے اور اس کا یہی طریق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کے سامنے رکھ رہے ہیں

"خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دُعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور اور بروز کا وسیلہ ٹھہرا دے"

اب یہ عبارت بھی اکثر عام اُردو دان سمجھ نہیں سکتے۔ دو باتیں اکٹھی بیان فرمائی ہیں ایک مسیح موعود اور مہدی معہود کی ضرورت اور دوسرے خدا کے فضل پر زور۔ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو جو فیوض کے چشمے جاری ہو رہے ہیں جو دریا بن رہے ہیں یہ ہیں تو فضل اللہ کے لیکن ان فضلوں کے لئے اس نے مجھے وسیلہ بنا دیا ہے اور وسیلہ اس طرح بنایا ہے کہ مجھے تمہارے لئے انتہا فکر ہے اور میں تمہارے لئے بہت دعائیں کرتا ہوں اور ان

دعاؤں کی برکات

مائیں اور جس غم میں گھلا جاتا ہوں یہ اس غم کی خدا کی بارگاہ میں قبولیت کا نشان ہے کہ اللہ کے فضل تم پر اتر رہے ہیں یا اتریں گے۔ یہ مضمون ہے جو اس عبارت میں اس فقرے میں آپ نے بیان فرمایا اب دوبارہ غور سے سنیئے

"محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور اور بروز کا وسیلہ ٹھہرا دے"۔

جہاں جہاں بھی لوگوں کے دلوں میں پاک صلاحیتیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ میری دُعاؤں اور میری توجہات کو ان کے اُبھر کے نکل آنے اور نکھر آنے پر ایک وسیلہ بنا دے

"اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالے کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں"۔

اللہ تعالیٰ جو امام قائم فرماتا ہے اس کو یہ ہمدردی کا جوش عطا کرتا ہے اور اس ہمدردی کے جوش کا بنی نوع انسان کی ہمدردی کے ساتھ گہرا تعلق ہے وہی مضمون ہے جس کا پہلے بھی ذکر گزرا تھا اور اس مضمون کو اپنی نسبتاً اعلیٰ اور رفیع شان کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے پہلے ایک عام طالب حق کے تعلق میں غریبوں سے ہمدردی یتیموں سے ہمدردی کا ذکر ہوا تھا اب اس کا ذکر ہے جسے خدا نے ساری دنیا کی راہنمائی کے لئے چن لیا ہے اور اس کا تعلق بھی اسی بات سے باندھا جا رہا ہے ہمدردی اور جوش کے ساتھ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن کے حالات میں آپ دیکھیں گے کس طرح غریبوں کے لئے اپنا کھانا بھی تقسیم کر دیا کرتے تھے بعض دفعہ چنے کھا کر گزارے کر لئے بعض دفعہ فاقہ کر لیا کرتے تھے غریبوں کی ہمدردی کا بے انتہا طبعی جوش تھا اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

غریبوں کی ہمدردی کبھی بے فیض نہیں رہتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ تم غریبوں کے ممنون احسان ہو تم ان کے اوپر جو اپنی طرف سے رحم کرتے ہو یا ان کے خیال کرتے ہو انہی کی وجہ سے تو خدا تمہیں روزی دے رہا ہے۔ غریبوں کو نکال دو تو ساری سوسائٹی غریب ہو جائے گی۔ غریبوں کی محنت ان کا اخلاص ان کی خدمتیں ہیں جو قوم کو دولت عطا کرتے ہیں وہ تمہارے ممنون احسان نہیں تم ان کے ممنون احسان ہو مگر روحانی دنیا میں بھی غربت کا ایک قسم کا احسان ہے۔ جو غریبوں سے تعلق جوڑے اللہ اس سے تعلق جوڑتا ہے اور جتنا کسی کے دل میں زیادہ ہمدردی ہو اتنا ہی اس کو بڑا مرتبہ عطا فرماتا ہے چنانچہ مسیح موعود علیہ السلام دوبارہ اس مضمون کو اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم میں اور مجھ میں فرق کیا ہے ایک یہ کہ دُعا کے لئے میرے دل میں بڑا جوش ہے تمہارے لئے۔ دوسرے تمہارے لئے دل میں ایک ہمدردی کا بے انتہا جوش پایا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں

"مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالے کے لئے دن رات کوشش کرتا رہوں"۔

ان کے ساتھ جو کچھ بھی گناہوں سے غلاظتیں چمٹ گئی ہیں گندے ہو گئے ہیں (اس کو آلودگی کہتے ہیں) فرماتے ہیں میرے دل میں ایک جوش خدا نے پیدا کر دیا ہے کہ دن رات ان کو دُور کرنے کی اور پاک و صاف کرنے کی کوشش کرتا رہوں اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور

شیطان کی غلامی

سے آزاد ہو جاتا ہے"۔ یہ وہی نور ہے جس کا ان آیات کریمہ میں ذکر فرمایا گیا تھا۔ جس کے بغیر دنیا میں انقلاب برپا ہو ہی نہیں سکتا۔ وہی محمد رسول اللہ کا نور جس سے دوسرے گھر روشن ہوتے تھے جب وہ روشن ہوئے تو ان کے مرتبے بلند کئے گئے ان کو مرفوع کیا گیا دو وجوہات سے ایک اس لئے کہ وہ نور اپنی ذات میں یہ خاصیت رکھتا ہے کہ جس گھر میں ہو وہاں اس کو بلند کر دیتا ہے اور ذکر کی بلندی سے اس کا تعلق ہے پس جہاں ذکر بلند ہوگا وہاں وہ نور بھی بلند ہوگا دوسرا اس لئے کہ بلند ہوگا تو لوگ فائدہ اٹھائیں گے وہ آگ جس نے موسیٰ کو متوجہ کیا تھا وہ بلندی پر جلی تھی تو اس کو پتہ چلا اگر کسی گڑھے میں پڑی ہوتی تو موسیٰ کو کیا فائدہ پہنچتا اور بنی اسرائیل کو کیا فائدہ پہنچتا وہ تاریخ ہی بے نور ہو کے رہ جاتی جس تاریخ کا آغاز موسیٰ سے ہوا تھا۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ وہ نور ہے جو میں مانگ رہا ہوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے"۔

یہ وہ پاک انقلاب ہے جس کے بغیر ہم دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ خدا کی راہوں سے محبت کرنا اور بات ہے۔ بالطبع خدا کی راہوں سے محبت کرنا کچھ اور بات ہے بالطبع کا مطلب ہے جس طرح آپ بھوکے ہوں تو کھانا اچھا لگتا ہے پیاس لگی ہو تو پانی کی طرف لپکتے ہیں کسی چیز کی تمنا ہو اور اس کی بھوک ہو تو از خود اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا بالطبع خدا کی راہوں سے محبت کریں ان کو بنا بنا کر نہ لانا پڑے۔ ان کو سمجھا سمجھا کر یہ راہیں نہ دکھائی جائیں۔ ان کا دل ایک طبعی جوش کے ساتھ ان راہوں کی طرف متوجہ رہے اور دیکھتے رہیں کہ کہاں وہ راہ نظر آئے تو اس پر دوڑیں

اور اس پر قدم ماریں۔

"اور ان کے لئے وہ رُوح القدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے"۔

ربوبیت تامہ کا مطلب ہے وہ ربوبیت یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت (رب ہے چونکہ اس لئے اس کی طرف اشارہ اس کی صفت ربوبیت سے کیا گیا ہے۔ اب رب کے معنی سارے جانتے ہیں پالنہار، سب کا خیال رکھنے والا۔ رزق عطا کرنے والا) فرمایا اس کی ربوبیت جو تامہ ہو وہ کیا کرے؟ عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے" کیا چیز؟ ۔ رُوح القدس۔ اب رُوح القدس کا نام آپ نے سُنا ہوا ہے ایک فرشتہ جو جبرئیل کہلاتا ہے (حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی کہتے ہیں) رُوح القدس کے نام سے ہی دماغ اس طرف چلا جاتا ہے لیکن ایک رُوح القدس ہے جو دل سے پیدا ہوتی ہے وہ کیسے پیدا ہوتی ہے فرمایا ہے۔ "وہ ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور رُوح خبیثہ کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں"۔ یہ میری طلب ہے۔ یہ میری مُراد ہے یہی میری زندگی کا مقصد ہے اب بتائیے کچھ بھی کیا سمجھے ہیں؟ (مطلب ہے ابھی نہ بتائیں جمعہ میں بولنا مناسب نہیں ایک محاورہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں) غور کریں تو اکثر لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گی کہ یہ کیسے ہوگی۔ یہ ربوبیت کیا ہے اور ربوبیت تامہ کیا چیز ہے اور پھر عبودیت خالصہ کیا چیز ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر لفظ کا اشارہ قرآن کریم کی طرف ہوتا ہے اور ان تفاصیل کی طرف ہوتا ہے جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں آپ کا سارا کلام بھی قرآن ہی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مطالب بیان فرمائے ہیں ان کی جڑیں قرآن میں تلاش کریں گے تو سمجھ آئے گی ورنہ نہیں آئے گی۔

اس مضمون کا

سُورہ فاتحہ سے تعلق

ہے۔ ربّ العالمین کا ایک نام تصور ہے لیکن اس کا تام تصور یہ ہے الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین وہ رب جو تمام جہانوں کا رب ہے صرف یہ کافی نہیں ہے اس کی تامہ سمجھ یعنی مکمل سمجھ تب آتی ہے جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ رب جو تمام جہانوں کا رب ہے وہ رحمٰن بھی ہے وہ رحیم بھی ہے اور مالک یوم الدین بھی ہے۔ ہر انجام کا مالک ہے تمام انجام اس کے قبضہ قدرت میں ہیں آغاز بھی اسی سے ہوا ہے انجام بھی اس کی طاقت اور اس کے فیصلے کے بغیر ممکن نہیں اور ان دونوں کے درمیان جو رستہ ہے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف حرکت کرکے لے جا رہا ہے اس کی صفات ہیں وہ رحمان ہے بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔ ہماری غفلتوں سے بار بار درگزر فرماتا ہے۔ اور رحیم ہے جو بار بار فضل سے لوٹ کر آتا ہے بار بار اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہ رحمت تامہ ہے تو عبودیت خالصہ کیا ہوئی "ایاک نعبد" اے ہمارے رب صرف تجھ کو چاہتے ہیں۔

خالص کا مطلب ہے جو اور کسی کا نہ ہو صرف ایک کی ہو جائے تو فرمایا۔ رُوح القدس ان دو کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے جب تم "ایاک نعبد" کہو گے اور ذہن میں وہ ربوبیت تامہ ہوگی جس کا تعارف سورہ فاتحہ کروا رہی ہے رب العالمین جو رحمٰن ہے جو رحیم ہے جو مالک یوم الدین ہے تو پھر دیکھو کہ تمہارے نفس سے ان دونوں کے ملنے سے کیسی وہ پاک رُوح پیدا ہوتی ہے جسے رُوح القدس کہا جاتا ہے اور آگے پھر اس مضمون کو اس طرح بڑھاتے ہیں فرماتے ہیں:

"اور رُوح خبیثہ کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق سے جنم لیتی ہے"۔

اب سورہ فاتحہ جب آپ کو کہتی ہے کہ "ایاک نعبد" کی دُعا کرو اپنی عبادت کو خدا کے لئے خالص کرو۔ یہ

عبادتِ خالصہ

ہوگی اس کے نتیجے میں سب سے پہلی کیا چیز عطا ہوتی ہے؟

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

وہ رستہ دے جو انعام یافتہ لوگوں کا رستہ ہے اور وہی رُوح القدس کا رستہ ہے رُوح القدس محمد رسول اللہ کے رستے پر ملتی ہے۔ فرمایا کہ یہ دُعا کرو گے تو پھر تمہیں روح القدس عطا ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔ اپنی عبودیت کا خالص تعلق تمام ربوبیت سے جوڑو اس کے نتیجے میں تم اس لائق ٹھہرو گے کہ تمہاری یہ دُعا قبول ہو اور تمہیں رُوح القدس عطا ہو اور خبیث چیزوں سے نجات کی بھی یہی راہ ہے

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

پس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں اس دُعا میں یہ بات بھی شامل کرتا ہوں "اور رُوح خبیثہ کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے"۔ اب مغضوب اور ضالین کی اگر کوئی تعریف کی جائے تو اس سے بہتر تعریف نہیں ہو سکتی وہ لوگ جو نفس امارہ کے غلام بن گئے اور شیطان سے شدید تعلق جوڑ لیتے ہیں وہی ہیں جن کا ذکر فرمایا گیا ہے

مغضوب علیھم ولا الضالین

ان میں سے نہ ہو جائیں ہم۔ یہ ہمیں دُعا سکھائی گئی ہے "سو میں بتوفیقہ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا"۔ میں اللہ سے توفیق پاتے ہوئے یہ وعدہ کرتا ہوں جماعت سے کہ میں کاہل اور سست نہیں رہوں گا ۔۔۔ "اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا"۔

آج جو آسمان سے

جماعت پر قدس کی رُوح

اُتر رہی ہے اور پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اس بات سے غافل نہ ہو کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم قربانیوں کے نتیجے میں ہے۔ ساری زندگی دُکھ محسوس کیا ہے۔ ساری زندگی اپنی جان فدا کی ہے اس راہ پر اور اس عہد پر آخری دم تک قائم رہے کہ میں غافل نہیں رہوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں دُعائیں بھی کرتا رہوں گا جو کچھ میرے بس میں ہے میں کرتا رہوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک تمہیں پاک وصاف نہ کر لوں اور یہ جو خدا کے پاک وجودوں کی دُعائیں ہیں یہ ان کی زندگی تک نہیں رہتیں ان کے بعد ان کے زمانے میں ممتد ہو جایا کرتی ہیں۔ پس جتنے بھی فیض آج نازل ہوں یا کل نازل ہوں گے ان کا گہرا تعلق اس امام برحق سے ہے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دُعاؤں نے پیدا کیا۔ یعنی اللہ نے آپ کی دُعاؤں کو قبول فرما کر آپ کو امام مہدی کی خوشخبری دی جس کے دو نشان آج سے سو سال پہلے دکھائے گئے تھے۔ فرماتے ہیں میں ایسا نہیں ہوں جو غفلت سے ان باتوں کو چھوڑ دوں۔ مگر "جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے میری دُعائیں ان کے کام آئیں گی"۔ اب یہ بھی مضمون ایسا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا عظیم نشان ہے یوں لگتا ہے آپ نے اپنے حق میں گواہی دینے والی یہ شمعیں پکڑی ہوئی ہیں انسان عموماً صمیم قلب کہا کرتا ہے جو انسان نے صمیم قلب سے

مجھے اختیار کر لیا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں "صدق قدم" سے اختیار کیا ہے۔

اب

صدقِ قدم

کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اُن کو خوشخبری دو خدا کی طرف سے کہ ان کے لئے قدم صدق ہے ان کے رب کے نزدیک "اَنَّ لَهُمْ" نے یہ بتایا ہے کہ اس لئے وہ خدا کو پیارے ہیں کہ وہ قدم صدق رکھتے ہیں صرف ایمان کی وجہ سے نہیں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ان کو خدا کی طرف سے خوشخبری اس لئے ہے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ اس کا یہ مطلب بھی بن رہا ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ خالی ایمان کی وجہ سے نہیں خدا کو ان کی جو ادا پسند آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایمان لے آئے اور پھر قدم صدق اختیار کیا۔ قدم صدق میں ایمان کا یہ منظر بھی شامل ہے اور بے ڈوبے بغیر نوش کھائے صداقت کی راہوں پر مضبوط قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں کا تعلق ہے فرمایا وہ لوگ جو یہ ہوں میں ان کے لئے دُعا کر رہا ہوں اور انہی کی تمنا میرے دل میں ہے کہ اللہ مجھے ویسے لوگ عطا فرمائے پھر فرماتے ہیں۔

"جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے"

ان کے لئے دُعاؤں سے غافل نہیں رہوں گا بلکہ

"ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ رُوحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادے کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے"

وہ نور جو محمد رسول اللہ کی ذات میں چمکا تھا وہ دُوسرے گھروں میں بھی منتقل ہونا تھا جو ہُوا اور خدا نے قرآن میں اس کی گواہی دی۔ وہی آسمانی زبان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام استعمال فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں برقی رَوؤں کی طرح یہ میری رُوحانی طاقتیں ان تمام وجودوں میں دوڑنے لگیں

"اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو داخلِ سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا"

پس صبر سے ان راہوں پر قدم مارتے رہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو جو دیکھنا چاہتے ہیں وہ بننے کی صدقِ دل سے اور صدقِ قدم کے ساتھ کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ ہم وہ جماعت بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اسی پاک تصور میں دیکھی جو تیں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور اگر یہ ہو جائے تو پھر سب وارے نیارے ہیں۔ پھر سب میدان جیتے گئے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

لہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تحریر اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء سے لی گئی ہے۔ مرتب

(منقول از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۱۵ تا ۲۱ اپریل ۱۹۹۴ء)

پاکستان ٹی وی اور اقلیتوں کی دلآزاری

پاکستان ٹائمز ۸ مارچ ۹۴ء میں ایڈیٹر کے نام خطوط کالم میں "پی ٹی وی کوئز" کے عنوان سے درج ذیل نوٹ شائع ہوا ہے جو روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ مارچ ۹۴ء کے حوالہ سے پیش خدمت ہے:۔

"کچھ دن پہلے پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام "طارق عزیز شو" میں کمپیئر نے یہ سوال پُوچھا کہ قومی اسمبلی نے احمدیوں / قادیانیوں کو غیر مسلم کب قرار دیا؟ جواب دیا گیا ستمبر ۷۴ء ۔۔۔ اور ایک لفافہ جس میں کرنسی نوٹ تھے بطور انعام دیا گیا۔

"شو" کے سوال بنانے والوں سے پُوچھا جانا چاہیئے کہ اس طرح کے تکلیف، غصّہ دلانے والے اور منفی قسم کے سوالات جو کہ ایک مذہبی جماعت کے احساسات کو مجروح کرتے ہیں، کیوں پُوچھے جاتے ہیں؟ خاص کر ایسے حالات میں جب کہ تمام مہذب دنیا یہ یقین رکھتی ہے کہ سیاسی اسمبلیوں کو کسی فرقے کے مذہب کے فیصلہ کا کوئی اختیار نہیں۔

اور اگر کوئز پروگراموں میں احمدیوں کے متعلق سوالات کو شامل کرنا ہے تو یہ کچھ معلوماتی سوال ہیں۔

(۱)۔ قائد اعظم نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کسے مقرر کیا؟

(۲)۔ وہ کونسا پہلا پاکستانی تھا جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا سب سے پہلے صدر منتخب ہوا؟

(۳)۔ اس پاکستانی جج کا نام بتائیں جو دو مرتبہ عالمی عدالت ہیگ کا جج چُنا گیا؟

(۴)۔ اس پاکستانی کا نام بتائیں جو ICJ ہیگ کا صدر رہا؟

(۵)۔ اس پاکستانی سائنس دان کا نام بتائیے جس نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا؟

(۶)۔ اس شخص کا نام بتائیں جو ایوب خان کے دور میں جب نواب آف کالاباغ ملک امیر محمد خان گورنر تھا تو مغربی پاکستان کے ایک صوبے کا چیف سیکرٹری تھا۔

۷۔ ۱۹۶۹ء میں یحیٰی خان کے دور میں وفاقی سالانہ بجٹ کس نے تیار کیا اور پیش کیا؟

(۸) پاکستان کا باؤنڈری کمیشن کیس کس نے پیش کیا؟

ان سب مثبت سوالوں میں جو شخصیات شامل ہیں وہ سر ظفر اللہ خان، ڈاکٹر عبد السلام، اور ایم ایم احمد ہیں جو کہ احمدیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

آیئے یہ اُمید رکھیں کہ قائداعظم کے بلند آئیڈیل پر عمل کرتے ہوئے اور انہیں یہاں رائج کرتے ہوئے پاکستان کو ایک پُرامن اور ترقی پسند ملک بنایا جائے گا۔ والیس۔ کے منور راولپنڈی)"

عید الاضحیہ کے موقع پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ارشادِ گرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقع پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے تو نظارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

جو احباب قادیان میں قربانی دینے کے خواہشمند ہوں ان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ قادیان میں قربانی کی شرائط کو پورا کرنے

والے جانور کی اوسط قیمت آٹھ صد روپے ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقع پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی

امیر جماعت احمدیہ قادیان

اسیرانِ ساہیوال کی

رہائی کی دلچسپ و ایمان افروز روئداد

ساہیوال کیس میں رہائی پانے والے مکرم الیاس منیر صاحب کے والد محترم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب نے اسیران ساہیوال کی رہائی کی دلچسپ روئداد پر مشتمل درج ذیل مکتوب قادیان میں اپنے بھائی مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش و درویشانِ قادیان کے نام لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے!

(ادارہ)

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہایت ہی پیارے ربانی
و عزیزان القدر درویشانِ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سب نے تا زندگی دارالامان کے نشان کو اونچا رکھنے کے لئے جس طرح گذشتہ نصف صدی میں جہاد کیا ہے۔ اس پر ہم سب آپ کو سلام کرتے ہیں اور ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے آپ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماتا جائے اور ہر دم نت نئی سے نئی خوشخبری سناتا رہے جس سے آپ کی زندگیاں حقیقی مسرتوں سے رنگین ہوتی رہیں۔

جلسہ ۱۹۹۱ء پر پیارے آقا کی آمد آپ کی زندگی کی عظیم ترین خوشخبری تھی جس سے ہم پاکستانی مہجور بھی محظوظ ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء

اب ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور عظیم خوشخبری سے نوازا جس کے لئے آپ بھی دس سال دعاؤں میں لگا رہے یعنی پانچ اسیرانِ راہ مولیٰ ساہیوال کی رہائی کی خوشخبری۔

خوشی ہے کہ درویشانِ کرام نے اپنے ہندو اور سکھ دوستوں کو اپنے ساتھ اس خوشی میں شامل کر لیا جزاکم اللہ احسن الجزاء

ہمارے لئے تو یہ عظیم نشان ثابت ہوا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "بخشتہ" کو پورا کرنے والا اور اسی نشان نے ہمارے عالی جناب "والا الہام بھی پورا ہوا! اور اسیروں کی رستگاری کا موجب نہ صرف حضرت المصلح الموعودؓ ہوئے بلکہ آپ کا فرزند ارجمند بھی بڑی شان سے اس کا مصداق بنا۔

اور اس کی یہ شعری دعا پوری ہوئی

یارب یہ گدا تیرے ہی در کا ہے سوالی
جو دان ملا تیری ہی چوکھٹ سے ملا ہے
گم گشتہ اسیرانِ راہ مولیٰ کی خاطر
مدت سے فقیر اک دعا مانگ رہا ہے
جس راہ میں وہ کھوئے گئے اس پر گدا ایک
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صدا ہے
خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے

سچ ہے کہ

قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پائے

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

پس ہمارے محسن اور پیارے خدا نے اپنے پیارے محبوب بندے اور اس کے ساتھیوں کی تضرعات کو سنا اور ان اسیران کی رہائی جو ہر لحاظ سے ناممکن سمجھی جاتی تھی کو ممکن بنا دیا اور اپنے قادر مطلق ہونے کا یہ ثبوت فراہم کر دیا کہ دنیا کی نظروں میں جو ٹوٹا ہوا کام تھا وہ بنا دیا اور ایسے بنایا کہ جس پر سب اہل دانش انگشت بدنداں ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک

۱۶ مارچ ۱۹۹۴ء کو اچانک مختصر سی سماعت ہوئی جس میں جسٹس ارشاد حسن صاحب اور محمد عارف صاحب کے سامنے ہمارے سینئر وکیل مکرم عابد حسن صاحب منٹو نے اپنی عرضداشت پیش کی اور ایڈووکیٹ جنرل مکرم نجم صاحب نے ان کے دلائل کے ساتھ اتفاق کرنے کا بیان درج کرایا اور ۱۹ مارچ ہفتہ کے دن ڈیڑھ دو گھنٹے کی نظر ثانی کے بعد فیصلہ سنایا گیا۔ جس میں جنرل غلام جیلانی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر و گورنر پنجاب کے اکتوبر ۱۹۸۵ء کے نظر ثانی کے آرڈر کے مطابق اس کیس کو دفعہ ۳۰۲ کی بجائے دفعہ ۳۰۴ کا قرار دیا گیا یعنی یہ کہ ملک رانا نعیم الدین صاحب نے اپنے دفاع میں گولی چلائی تھی جس سے حملہ آوروں کا جانی نقصان ہو گیا اس کیس کی سزا زیادہ سے زیادہ دس سال دی جا سکتی ہے جو نہ صرف رانا نعیم الدین صاحب بلکہ ان کے ساتھی خواہ مخواہ بھگت چکے ہیں۔ لہٰذا انہیں فوری طور پر Release کیا جائے۔ یہی سفارش جنرل جیلانی نے دسمبر ۱۹۸۵ء میں دوبارہ لکھی تھی کہ رانا صاحب کو دس سال قید کی سزا دی جائے اور باقی سب کو رہا کر دیا جائے۔ مگر ڈکٹیٹر پاکستان ضیاء الحق نے اپنی رعونت جانی اور بزعم خویش احمدیت کو مٹانے کے لئے سب کو سخت ترین سزائیں دینا اور بعد میں خفیہ طور پر محترم الیاس منیر صاحب اور رانا نعیم الدین کو دوبارہ پھانسی چڑھانے کی تدبیر کی مگر

اے خدا بر تربتِ او ابرِ رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

موت آ گئی ہی جو ٹل جائیگی

والی ۱۹۸۴ء کی دعا پوری ہوئی اور سزا دینے والا خود ایسی عبرتناک عذاب سے دوچار ہوا کہ عذاب النار اور عذاب الحریق نے اس کا ذرہ ذرہ اڑا دیا۔

۱۹ مارچ ۱۹۹۴ء کو یہ فیصلہ لاہور ہائی کورٹ سے ملا اس کی نقول مرزا نصیر صاحب نے T.C.S کے ذریعہ سنٹرل جیل ساہیوال فیصل آباد اور راولپنڈی کو بھجوا کر دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ بذریعہ فون مرکز کو اطلاع کر دی گئی تھی جہاں سے اسیران کے لواحقین کو اطلاعات اسی دن نماز مغرب تک مل گئی تھی۔ عزیزم محمد الیاس منیر صاحب علاج کے لئے سول ہسپتال فیصل آباد میں داخل تھے۔ جہاں محترم غلام دستگیر صاحب امیر جماعت فیصل آباد نے بنفس نفیس عزیزم الیاس منیر صاحب کے کان میں یہ خوشخبری سنائی کہ آپ کی رہائی کے وارنٹ صادر ہو گئے ہیں۔ جس کی خبر ہمارے پیارے خدا نے مسجد مبارک ربوہ کے ایک معتکف مکرم شکور بھٹی کو چھ مارچ ۹۴ء کو دی تھی اور انہی الفاظ میں وہی اور یہ خبر صاحبزادہ نے الیاس صاحب کو دو دن پہلے ملاقات کے دوران سنا دی تھی انہوں نے اس کی تصدیق ہونے پر الحمد للہ کہا۔ اسی طرح ۷ مارچ کو عزیزم خالد الیاس نے سب اسیران چنیوٹ کو گھر آتے خواب میں دیکھا تھا۔

پنڈی اور ساہیوال کے اسیران کو یہ خبر اگلی صبح ۲۰ مارچ کو جیل میں ان کے لواحقین نے سنائی اور T.C.S کے ذریعہ ملنے والا حکمنامہ جیل حکام کو بھی ۲۰ مارچ کو مل گیا اور سب سے پہلے عزیزم حاذق صاحب پنڈی جیل سے اپنے گھر ۱۲ بجے پہنچ گئے۔ ساہیوال اور فیصل آباد کے دو دو اسیران۔ نثار صاحب۔ عبدالقدیر صاحب اور الیاس منیر صاحب۔ رانا نعیم الدین صاحب دو اڑھائی بجے اپنی اپنی جیلوں سے فارغ ہو کر ربوہ کے لئے روانہ ہوئے اور راستے میں اکٹھے ہو کر ۸ بجے شام ربوہ پہنچے جہاں اہالیانِ ربوہ ۵ بجے سے ان کے استقبال کے لئے اکٹھے تھے۔ دارالضیافت تک پہنچتے پہنچتے انہیں ہجوم میں سے گزرتے پر مزید نصف گھنٹہ لگ گیا آخر پر ۸ بجے مقامی امیر محترمی مرزا منصور احمد صاحب نے انہیں ہار پہنایا۔ رش نے منتظرین کو بے حال کر دیا دس سال تک دعائیں کرنے والوں کا شوق ملاقات قابل دید تھا۔ اسیران دھکم پیل میں سے گزرتے گزرتے عورتوں کی طرف پہنچے۔ جہاں خاندان اقدس کی مستورات بھی گھنٹوں اس لئے انتظار کرتی رہیں کہ اسیران کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ اسی وقت اسیران کو چند نوجوانوں نے اپنے کندھوں پر سوار کر لیا جس سے اکثر عورتوں کو ان کی شکلیں نظر آ گئیں مگر ان کی تشنگی پھر بھی نہ ہوئی۔ چنانچہ ہمارے گھر میں اسیران کی زیارت کرنے والوں کا تانتا آج تک لگا رہتا ہے

استقبالیہ تقریب دارالضیافت کے اندرونی صحن میں دعوت چائے

پر ختم ہوئی جہاں T.V. والوں نے آرام سے اپنی ویڈیوز بھی بنائیں۔ زائرین کے شوق کے آگے سارے انتظامات ناکافی ثابت ہوئے۔ رات دس بجے اسیران کو اپنے اپنے مقامات پر آرام کے لئے جانے کی اجازت ملی۔ اسیرانِ راہِ مولیٰ کی آمد سے ربوہ میں خوشی کی لہر ایسی دوڑی جس کی مثال پہلے کم ہی دیکھی گئی۔ دوست اپنے اپنے گھروں میں بھی اور باہر ملاقاتوں پر ایک دوسرے کو مبارکبادیاں پیش کر رہے تھے اور خوشی پر مٹھائیاں کھا رہے تھے اور کھلا بھی رہے تھے۔ صدر انجمن احمدیہ اور دیگر اداروں نے اس خوشی میں ۲۴ مارچ کو عام تعطیل کر دی۔ پھر مجلس انصار اللہ پاکستان اور مقامی کے علاوہ تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور ان سب سے پہلے جامعہ احمدیہ نے اپنے اسیران کے اعزاز میں استقبالیہ پیش کئے۔ ان کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ یہاں کے مقامی اخباروں میں اُن کی بریت کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ اور آپ کے ٹی۔ وی اور ریڈیو نے تو کمال کیا کہ دوسرے دن ہی خبر نشر کر دی جس کو دیکھنے والوں نے ہمیں لاہور سے فون پر اطلاع کر دی۔ الحمد للہ۔

اسی طرح ساری دُنیائے احمدیت نے اِس عظیم الشان نشانِ رحمت پر خوشیاں منائی ہیں۔ عزیز احمد صاحب کا دہلی سے فون بھی آیا۔ اور ہمیں تو دن رات فون پر فون آتے رہے۔ گھر میں مردوں اور عورتوں کے لئے شامیانے لگانے پڑے اور کرایہ کی کرسیاں بھی کئی بار کم ہو جاتی رہیں۔ پہلے دن حضور نے مٹھائی بھجوائی تھی۔ جس میں بھاگ لگتی رہی۔ اور اب تک ہم کم و بیش ۴/ ۵ من مٹھائی زائرین کی خدمت میں پیش کر چکے ہوں گے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

امتحان دینی نصاب انصار اللہ بھارت
بابت سال ۱۹۹۴ء

جملہ اراکین مجالسِ انصار اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امسال مجلسِ انصار اللہ بھارت قادیان کی طرف سے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ تعالےٰ مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار ہوگا۔ جملہ اراکین ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ تاکہ امتحان بروقت ہو سکے۔ زعماء کرام اس ضمن میں اراکین کو کماحقہٗ تعاون دیں۔ اور درس تدریس کا مناسب انتظام فرمائیں۔ ناظمین اور مبلغین و معلّمین سے بھی اس تعلق سے کماحقہٗ تعاون کی اُمید کی جاتی ہے۔ دینی نصاب کی تفصیل اس طرح ہے:-

(الف)۔ قرآنِ کریم باترجمہ : پارہ تِلْكَ الرُّسُل۔ آخری رُبع (سورۃ آل عمران آیت ۴۳ تا ۹۲) — ۵۰ نمبر

(ب)۔ تبلیغِ ہدایت : صفحہ ۱۲۸ تا صفحہ ۲۱۳ — ۵۰ نمبر

دینی نصاب کا امتحان حسبِ ذیل طریق کے مطابق لیا جائے گا:-

شق نمبر ۱ :- صفِ دوم کے انصار سے باقاعدہ معروف طریق کے مطابق لیا جائے گا۔

شق نمبر ۲ :- صفِ اوّل کے انصار کو OPEN BOOK EXAMINATION کی رعایت دی جاتی ہے۔ البتہ ان میں سے جو انصار شق نمبر ۲ کے معیار کے مطابق امتحان دینا چاہیں انہیں اجازت ہے۔

شق نمبر ۳ :- مندرجہ بالا دونوں شقوں کے علاوہ جو انصار کسی معذوری کی وجہ سے اگر پرچہ جات لکھ نہ سکتے ہوں تو ان سے زبانی امتحان لیا جائے گا۔ تاکہ اس طرح زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار دینی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی معلومات بڑھا سکیں۔

جملہ زعماء کرام اپنی اپنی مجالس انصار اللہ کے اراکین کی تعداد سے جو امتحان میں شرکت کریں گے دفتر ہذا کو جلد مطلع فرمائیں۔ تاکہ اس کے مطابق انتظامات کئے جا سکیں۔ کتاب "تبلیغِ ہدایت" مجالس کی طرف سے آرڈر ملنے پر دفتر مہیا کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ اراکین مجالسِ انصار اللہ کو اس دینی امتحان میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؁

قائدِ تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت

اعلانِ نکاح

خاکسار کی بھانجی عزیزہ طیبہ کلثوم بنت مکرم ناصر احمد صاحب ڈرائیور قادیان کا نکاح عزیز عبد الحق صاحب آف دڑے وال معلّم وقفِ جدید کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۷ رجنوری ۹۴ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں دس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت سے رشتہ کے ہر جہت سے دونوں خاندانوں کے لئے باعثِ خیر و برکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (قریشی محمد فضل اللہ)

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ ـــــ بقیہ صفحہ اوّل

اور جب خدا کے نزدیک کسی قوم کا یہ حق ہو جائے کہ اس کی عزت کی جائے تو ان کی عزتیں بڑھتی ہیں۔ پھر کوئی دُنیا کی طاقتیں ان کی عزتوں کو کم نہیں کر سکتیں۔ جب تک وہ خُدا کے نزدیک معزز رہنے کا حق رکھتے ہیں وہ معزز بنائے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ خوش نصیب وہ ہے جو اپنے تقویٰ کے زادِ راہ کو بڑھاتا رہتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کے دو سفر ہیں۔ ایک ہر احمدی کا ذاتی سفر ہے جو اُس کی موت تک جاری ہے۔ ایک ہمارا جماعتی سفر ہے۔ جس کے متعلق ہماری بھرپور کوشش ہے اور دلی گہری آرزو ہے کہ یہ سفر ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری رہے۔

حضور نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمیں علم ہے کہ مذہبی قومیں بھی اپنے انتہائی عُروج پر پہنچنے کے بعد پھر تنزل اختیار کر جایا کرتی ہیں۔ مگر جن بدنصیبوں کی وجہ سے وہ تنزل اختیار کرتی ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم وہ بدنصیب نہ ہوں۔ ہمارے دَور میں ایک بھی ایسی بات اگلی نسلوں کے ورثہ میں نہ آئے جس میں تنزل کا خمیر پایا جاتا ہو۔ اِس پہلو سے مَیں جماعتِ احمدیہ کو خوب متنبہ اور ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ جب قوم تقویٰ سے عاری ہو جاتی ہے تو اس کے نتائج سے بھی ضرور عاری ہو جایا کرتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ جب تک قوم اپنے حالات نہ بدلے خدا تعالیٰ کبھی بھی ان کے لئے تنزل کی تقدیر جاری نہیں فرماتا۔ اگر آپ تقدیرِ خیر کے خواہاں ہیں تو عملِ خیر کی حفاظت کریں۔ اپنی سوچوں کو خَیر کی سوچیں بنائیں۔ تو پھر دیکھیں گے کہ عزت آسمان سے اترے گی اور خدا کا وعدہ ضرور پھر پُورا ہوگا کہ تم میں سے سب سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے پس اپنے تقویٰ کی اپنی ذات میں حفاظت کرنا اپنے خاندان میں حفاظت کرنا اپنی آئندہ نسلوں میں حفاظت کرنا ایسی گہری سوچوں کے ساتھ حفاظت کرنا کہ آئندہ جاری و ساری رہے۔ نسلاً بعد نسلٍ جاری رہے۔ یہ وہ ہمارا اہم فریضہ ہے جو ہمیں سونپا گیا ہے۔

حضور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جُمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں تقویٰ اُس ذات سے سیکھنا ہے جو خُدا کے نزدیک اَتْقٰكُمْ تھا۔ یعنے حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیثِ نبویؐ کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور اپنے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا اور معروف باتوں کا حکم نہیں دیتا اور بُری باتوں سے روکتا نہیں ہے، کی تفسیر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہماری مجلسِ شوریٰ وہی ہوگی جہاں چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا اور بڑوں کی عزّت کی جائے گی۔ نیک باتوں کی نصیحت کی جائے گی اور بُری باتوں سے روکا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل بعض علماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کہ بُرائیوں کو ہاتھ سے روکو۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو زبان سے منع کرو اور اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو اسے دِل میں بُرا مناؤ۔ کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ کہ گویا نعوذ باللہ جبر کی حکومت نافذ کرنے کے لئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا فرمایا ہے۔

حضور نے پاکستان کے مُلّاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اِس حدیث کے بالکل برعکس عمل کر رہے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کو خدا تعالیٰ نے صرف "مُذَكِّر" یعنی نصیحت کے ذریعہ ہی اِصلاح کرنے کی اجازت دی ہے۔

حضور نے اپنے خُطبہ کے آخر میں فرمایا کہ جماعتِ احمدیّہ کو اَمر بِالمعرُوف کے حد میں رہنا ہے۔ اور اس سلیقہ کے ساتھ رہنا ہے جس سلیقے کے ساتھ قرآن اور محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں سکھایا ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ محمّد صلّے اللہ علیہ وسلّم کے طریق پر امر بالمعروف کرے گی اُس وقت تک جماعت کو آسمان سے طاقت نصیب ہوتی رہے گی ؁

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اپنے فضل سے مورخہ ۲۶/۱/۹۴ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے کا نام "خالد ولید احمد" تجویز فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ بیٹے کو نیک صالح اور خادمِ دین بنائے۔ آمین

خاکسار : فیاض احمد
معلّم وقفِ جدید بیرون۔ راجستھان

مجلس خدّام الاحمدیہ بھارت کا

اجتماع

مجالسِ خدّام الاحمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدّام الاحمدیہ بھارت کا پچیسواں اجتماع مورخہ

۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء

کو منعقد کرنے کی از راہِ شفقت منظوری مرحمت فرما دی ہے۔

اراکین و قائدینِ مجالس سے گزارش ہے کہ اس تاریخی اجتماع میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرکے اجتماع کی رونق بڑھائیں۔

اجتماع کے پروگراموں کی تفصیل بذریعہ سرکلر تمام مجالس کو جلد بھجوائی جا رہی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہر لحاظ سے اس اجتماع کو بابرکت اور کامیاب بنائے۔ آمین:

صدر مجلس خدّام الاحمدیہ بھارت

ارشادِ نبویؐ

اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ

(ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے)

—(منجانب)—

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۶ میسنگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران / حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان

PHONE NO. 04524 – 649.

POULTECH CONSULTANT & DISTRIBUTORS.

DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS.
POULTRY FEED. MEDICINES & ALL TYPES
OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE/RESIDENCE:- 58 – ISHRAT MANZIL
NEAR POLICE STATION. WAZIR GANJ
LUCKNOW – 226018.

PHONE:- 245860.

NEVER BEFORE

THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT

NIR

Soniky

HAWAI

A Treat for your feet

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA – 15.

جن کا پیشہ ہے تحقیر و تکفیرِ حق! کچھ تو تاریخ سے سیکھ لیتے سبق
شاہدِ ذلّتِ غیرِ حق، ہر ورق ہر سطر پر چسپم فتحِ ربّ الفلق
اب بھی سب کے لئے ہے توجہ طلب
رمزِ تَبَّتْ یَدَآ اَبِی لَہَبٍ وَّتَبَّ

پار کرنے لگا سب حدیں جب عدو اپنے طاہر کو رب نے کیا سرخرو
جی اُٹھا سارے سنسار کے رُوبرُو منظرِ ہجرتِ مصطفےٰؐ ہُو بہُو
خاک میں مل گئے ریت کے سب مُحل
دیکھتا رہ گیا وقت کا بُوجہل

پاک طاہر کی دیکھو معجزہ گری نے عصا پاس نے ہیبتِ عسکری
بس دُعا حربۂ اوّل و آخری جس کے آگے ہوا ہوگیا سامری
غرقِ فرعونِ اوّل ہُوا نیل میں
دوسرا عرش کی نیلگوں جھیل میں

عام تھی عام ہے دعوتِ ایزدی آگئی پندرھویں آتے آتے صدی
اب بھی جاری ہے رُوحانیت کی ندی کیف ہی کیف ہر کلمۂ سیّدی
نرم برسات ہے نُور ہی نُور کی
دیکھتے جاؤ یارو جھلک طُور کی

ایک ہی گیت ہے بر زبانِ صبا کتنا عالی ہے طاہر ترا مرتبہ
چومتے ہیں فرشتے بھی تیری قبا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
موجزن کیوں نہ ہو جذبۂ سرمدی
کیوں نہ قربان تجھ پہ ہو ہر احمدی

(ڈاکٹر صابر صدیقی، رُڑکی)

اعلانِ دُعا

مکرم عقیل احمد صاحب بھٹی کلکتہ اپنے بیٹے نبیل احمد صاحب کلیم کی جانب سے مبلغ پچاس روپے اعانتِ بدر میں دیتے ہوئے بچے کی کامل شفایابی، دینی و دنیاوی ترقیات اور خادمِ دین ہونے کے لئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینیجر بدر)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

لوتھرا جیولرز

M/S. PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL,
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN – 143516.

C.K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAJIDI NAGAR, VANIYAMBALAM – 679339.
(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

یاں پیپرز

کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:-

43-4028 - 5137 - 5206